

ماہنامہ

جلد نمبر ۴۸

سالانہ چندہ
۵ روپے

ادارہ تحریر

مدیر مسئول
الحاج مولانا
حاجی مہر
عبدالحق صاحب
منیجر رسالہ

عالی قدر جناب صاحبزادہ حافظ حاجی سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری

مولانا الحاج عالیجناب ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب کنجاہی

# انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں



شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

1. انورصوفیہ مئی 1951
2. انورصوفیہ مارچ 1952
3. انورصوفیہ فروری 1953
4. انورصوفیہ اپریل 1953
5. انورصوفیہ اگست 1953
6. انورصوفیہ جولائی 1954
7. انورصوفیہ اپریل 1955
8. انورصوفیہ اپریل، مئی 1955
9. انورصوفیہ جون 1955
10. انورصوفیہ جولائی 1955
11. انورصوفیہ اگست 1955
12. انورصوفیہ ستمبر 1955
13. انورصوفیہ اکتوبر 1955
14. انورصوفیہ نومبر، دسمبر 1955
15. انورصوفیہ جولائی، اگست 1956
16. انورصوفیہ ستمبر 1956
17. انورصوفیہ اکتوبر 1956
18. انورصوفیہ نومبر 1956
19. مناقب مجددیہ، قیومیہ، معصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)



انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔سیرت طالب ۲۔انوار طالب ۳۔تصوف ۴۔تفسیر طالب ۵۔ (انگلش Sapritual Guiad)



فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معز الدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

# پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/ ویب سائٹس

http://ameer-e-millat.com/ ویب سائٹس

http://ameeremillat.com/ ویب سائٹس

http://www.haqwalisarkar.com/ ویب سائٹس

http://www.charaghia.com/ ویب سائٹس

http://www.scribd.com/bakhtiar2k کتابیں

http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/ تصاویر

http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/ تصاویر

http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/ فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ

http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html بلاگز

http://www.jamaatali.blogspot.com/ بلاگز

http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html بلاگز

http://www.jamaatali.blogspot.com/ بلاگز

http://vimeo.com/user13885879/videos ویڈیو

Youtbe: bakhtiar2k ویڈیو

www.marfat.com اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں

www.maktabah.org اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں

www.fezanenaat.com نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

لین صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں

ب علی پور

بفضلہ تعالیٰ ... ۳

عالی مقام حضرا ... ریف ۴

مدظلہ العالی جنا ۵

ونق افروز ہیں ... پیپوری ۷

ب صاحبزادہ ۸

ریف تک ایشر ۱۴

عالیہ لشرا ۱۵

بیہ تبرکا ۱۷

ے اس کا نزول ۲۲

ہی عرب مخ ۲۵

ملہ مملکت ... کارہائی عرس شریف پشاور ۲۶

... مقابلہ کر ... غلط ۲۷

اٹھ رہا ہے ... نماز کے متعلق ایک معصوم بچے کا والد سے استفسارات ۲۸

ارتحال ... اختیار ۳۲


جو صوم

جادہ ... فقیر یاران طریقت کو عموماً اور اہل خاندان اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کو خصوصاً مبارکباد پیش کرتا ہے کہ برادرم سید حیدر حسین صاحب

نائب ... فرزند ... برخوردار ... اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ کو عمر دراز عطا فرمائے اور ان کے والدین کا

ہیں ناکارہ ہی سہی نہ رکھو

اسی حیلے سے ہو جائیں طلب دربار سول میں

نہ پوچھو رات دن ہجر نبی میں کٹتے ہیں کیونکر

یہ ہم کو جیتے جی یہ مشغلہ ہاتھ آگیا اچھا | نبی پ

نہ پوچھے آج گو کوئی ہماری نعت گوئی کو | خدا چاہے

جئیں تو روضۂ اقدس مریں تو گلشن جنت | ڈھلے مرتے ہیں

ہمارے پاؤں اور راہ نبی اللہ کی قدرت | ہم اپنے پاؤں کے چھکڑ ... کیو

سنبھل بیٹھیں میاں جتنے ہوں دل والے جگر والے | کہ بیدل بے جگر ہو کر نبی کا ہے

تمہارے نام لیوا جب گنے جاتے ہیں دنیا میں

تو پہلے حافظ بدنام کا سب نام لیتے ہیں

... محبوب ... حبیب ... ذات

... جناب فضیلتمآب اُستاذ العلماء والفضلا
... شاہ مدظلہ العالی سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت
... چک ۲۷۹ خورد لائل پور میں رونق افروز ہیں
... جوڑ شیخوپورہ، سانگلہ حضور کی زیارت
... اور فیوض سے مالا مال ہو کر واپس اپنے
... تمام عالم کو نور ہدایت سے سیراب اور
... حضرت مولانا الحاج حافظ سید
... مدظلہ ... خدمت میں ہی حا...


۳
۴
۵
۷
۸
۱۴
۱۵
۱۷
۲۲
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۳۲


... مبارکباد پیش کرتا ہے کہ برادرم سید حمید حسین صاحب
... تو ... کو عمر دراز عطا فرماوے اور ان کے والدین کا

رزہیں۔ ہ

صاحبزادہ ۔ ئیں

یف تشریف ہے۔ بحکم

شرلوح الی حین۔

یہ تبرک سے پیدائش

نزدا رقیام جو بندگان

یب مخلوق، قیام رکھتے ہیں۔ بحکم

بعست اذٰثٌ غرنیبٌ اوْعَابِرِیْ سَبِیلٍ نے

یہ کرمانہ فرانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور

ان کی جوان کو اپنی نورانیت قلبی سے

ار بحالات جو صوم وصلو انظر آتی ہے حصول کے لئے ہردم منہمک رہتے ہیں

جادوانی یہ فات اور حیات سے ان کے لئے ان کے مدارج

ناظر کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ اُن کے

نسب علی پور رہتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ امر ہی

یہ تعالیٰ از حضرت امیر الملت والدین اس عالم

حضرات کی زندگی سے اچھی طرح ثابت ہو رہا ہے۔

ملہ العالی حضرات ان کے روضۂ اقدس پر حاجت مندوں اور

عقیدت کیشوں کا ہر وقت ہجوم ہی رہتا ہے۔ دنیا

دار اپنی حصول مراد کے لئے حاضر ہو کر فائدہ اٹھا

رہے ہیں۔ غلامان ان کی آستان بوسی سے

نورانیت سرکار سے دل و دیدہ کو منور کرتے

ہیں۔ اطراف واکناف عالم میں ان کے غلامان

ہر دیہہ اور قریہ میں حضور کی خوشنودی حاصل

کرنے کے لئے مجالس ختم شریف منعقد کرتے ہیں۔ اور

غربا اور مستحقین کو کھانا کھلاتے ہیں۔ وعظ کراتے

اور قرآن خوانی و نعت خوانی کی مجالس میں حضور

کے روح پر فتوح پر ثواب پہنچاتے ہیں۔ سالہا

گذشتہ کی طرح امسال بھی مختلف امصار اور قریہ

میں ایسی مجالس کا انعقاد ہوا۔ اور آستانہ عالیہ

علی پور شریف میں بصدارت عالی جناب فضیلتمآب

دن دیدہ ... بھی عرشی ہو
محرم پیر ... رت ہو

# رپورٹ عرس مب...

بتاریخ ۲۵ر اگست ۱۹۵۵ء مطابق ۶ر محرم الحرام بروز جمعرات بعد نماز عشاء چوتھا سالانہ عرس مبارک جناب قبلہ شاہ صاحب سید چراغ الٰہی نقشبندی جماعتی گیلانی کے زیر اہتمام گیلانی مطب تحصیل بازار وہاڑی میں بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔ تمام گلی جھنڈیوں و قندیل وغیرہ سے آراستہ کی گئی۔ بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے تمام گلی بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔ گلی کے سامنے ایک صدر دروازہ سبز گھاس اور پتوں سے بنایا گیا۔ جس پر رباعیات وغیرہ کیلنڈروں کی صورت میں رنگ برنگ کاغذوں سے لکھکر مزین کیا گیا تھا۔ جو بجلی کی روشنی میں ایک

جھنڈیو ...
جن میں ر...
بتیاں روشن ...
پیدا کر رہی تھیں۔ اہالیان ...
سے معطر ہو رہی تھی۔ ... کر
اشتہار تقسیم کئے گئے ...
آس پاس کے دیہات و دیگر مقامات ...
زیادہ یاران طریقت کا اجتماع ہوا ...
کے لئے صبح کے تمام گوشت روٹی ...
کیا گیا تھا۔ جو تمام دن لنگر جاری رہا۔ شب ...
کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز عشاء زیر صدارت ...

حب مدظلہ سلام

ایم اسماعیل۔

مقام حو...

العالی

# عرضِ حزیں۔ رباعیات

یارسول اللہ! بحالِ من ببیں۔ واز جدائیہا شنو عرضِ حزیں
آستانت سجدہ گاہم ساختم۔ جا بدہ باشم ہمیشہ ہمنشیں

یارسول اللہ بس درماندہ ام۔ سالہا بگذشت زیں سو راندہ ام
از کرمہائے تو ام امیدوار۔ خسرِ لم دور است از درماندہ ام

یارسول اللہ گشتم بس ضعیف۔ بد نصیبم ساخت رنجورِ نحیف
نیست جز تو دافعِ آلام کس۔ المدد اے از ہمہ عالم شریف

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب حال وارد گوشہ)

افروز ہو

...حزاد...

ز...

...ہو متصل

...ر اکرو منتقل

...تیری ہوں بس مضمحل

اس... ہے درد آشنا کیا مری آب و گل

عرب... کبھی خواب میں ہی سنو دردِ دل

...ملہ حملہ... میں سب۔ بنا لو سگِ در اگر مستقل

اس کو مقام...

اٹھ رہا ہے... صدا البوں پر ہے دم

...رنجالا... تک جیسے طالبِ خستہ دل

جو... خدمت میں گذارش ہے۔ کہ براہِ کرم رسالہ کا چندہ ادا

...اپنے پاک مضامین سے اوراق رسالہ کو روشن فرمائیں

...آلکو...

کوئی شیشہ تھا صراحی تھی ...

زندگی ... نہیں اُن کا فیضِ عالم میں ...

میزبانی تھی کہ تھا پھیلا ہوا خوانِ خلیق

اُن کی باتوں سے حرارت آتی ہے ایمان میں

عشقِ محبوبِ خدا میں سرخوش و سرشار تھے ۔ ایسا تو ...

عشق میں اُن کے ہمیں یوں محو کر دے اے خدا ۔ لوگ کہہ کہہ کر ...

فضل میں علم و عمل میں فقر میں احسان میں ۔ کوئی ایسا ہاں ہے ... کے

رات دن شمعِ رسالت کی لگی تھی لو انہیں ۔ اب نہیں ملتا کہیں ...

یونہی روضے پر بلا کے آرزو پوری کرو ۔ جس طرح بلواتے تھے ... اصل

سب کے ہوں ارمان پورے سب کی بر آئے مراد ۔ اور پہنچے رات دن فیض کریما ...

عُرس کی محفل میں شیدا دل بہت مسرور ہے

ایسی محفل یا خدا حاصل ہو سالانہ ہمیں

العالی

صاحبزادہ وقت

مولانا روم

میں ظاہر فرماتے

دامنِ آں نفس کش را سخت گیر

معظم (پیر) کی معیت روحی

نفس کشی حاصل ہو سکتی ہے جو کہ

ہے۔ پس تجھے لازم ہے کہ کُونُوا

ارشادِ قُدسی کے فرمان کی تعمیل میں اس نفس

جو خدا لانے والے یعنی حصولِ تقوے کے واسطے

کامل کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے۔ کہ ہر وقت

(تصور) تیرے ساتھ

ب علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

ب اہلِ جنت فرماویں۔ ابن ابی ہالہ رض سے

کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی صورت و شمائل

یعنی حلیہ پاک بیان فرمائیں۔ تاکہ میں اس سے تعلق

پکڑوں۔ غیبت میں کسی کے ساتھ اس قسم کا تعلق

پکڑنا کہ اسکی صورت و شمائل کا پورا نقشہ ذہن میں

منقش ہو جائے۔ اسی کو تصور کہتے ہیں۔ امام عالی

ہمام رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اسکی کیا ضرورت تھی۔ اور

ان کو اس سے کیا حاصل؟ کسی مومن کامل عاشق

صادق فنا فی الرسول سے پوچھنا چاہئے۔ ع

مسلمانی اگر پوچھو محبت مصطفےٰ کی ہے

سچ تو یہ ہے۔ کہ جن کی آنکھیں اس جلوۂ حق صلی اللہ

تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی متلاشی اور منتظر نہیں

رہتی ہیں۔ ان کا دعوئے مسلمانی بھی پادر ہوا ہی ہے

۱۷۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (الحدیث) سے مستفاد

ہوتا ہے۔ کہ ہر شخص کا حشر اس کے محبوب کے ہمراہ ہوگا

چونکہ تصور بھی یا محبت حقیقی کا نتیجہ یا اسکی زیادتی تکمیل کا ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ اس لئے تصور شیخ سے شیخ کی معیت حشر میں نصیب ہوگی۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا۔ آمین ؎

گر نقش کنی بلوح دل صورت او۔ زان نقش بنقش بند یابی راہے

۱۸۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ قیامت کے دن وہ شخص بھی عرش کے سایہ میں رکھا جائیگا۔ جس کا دل مسجد کی طرف متعلق ہو جس طرح یہاں مسجد کی طرف متعلق ہونے سے مراد و مقصود بالذات مسجد کی دیواریں۔ صحن یا مینار وغیرہ مقصود نہیں بلکہ عبادت حق و یاد قادر مطلق مراد ہے۔ اسی طرح تصور شیخ سے مراد مراقبہ ذات حق و یاد الٰہی ہے۔ مسجد کے یاد رکھنے سے فقط پانچ ہی وقت کی یاد حاصل ہوگی۔ اور شیخ کے تصور و خیال سے ہر وقت حق کی یاد ہوگی۔ گویا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہونے کی بشارت تصور شیخ کرنیوالے کو بھی شامل ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ! اسکی زیادہ مشق سے تو یہاں ہی ان تجلیات الٰہیہ سے محظوظ ہونے لگتا ہے جس کو مومنین کاملین جنت میں پائیں گے۔ ؎

بند کی آنکھیں تو پتلی بن کے وہ پردہ نشین
آنکھ کے پردہ میں درپردہ نظر آیا مجھے

۱۹۔ جلد ۱۔ مکتوب ۱۹۱ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ اور طریق افادہ و استفادہ ...

ابتدا میں طالب کو بسبب کمال ناقص اور اپنے ناچیز ہونے کے حق تعالےٰ سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ لہٰذا دونوں طرف نسبتیں رکھنے والا برزخ درکار ہوتا ہے۔ اور وہ شیخ کامل مکمل ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی مہربانی و عنایت سے اس قسم کے بزرگ کی صحبت میسر آوے تو اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دے۔ اور ایک دم بھی اس سے جدا نہ ہو۔ انتہیٰ۔ حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں ایک دم بھی اس سے جدا نہ ہو۔ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے تعمیل حکم کی طرح آپ کے ارشاد پاک کی تعمیل بھی تصور کے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت مولانا روم رح فرماتے ہیں ؎

جائے کن اندر درونہا خویش را
دور کن ادراک غیر اللہ لیش را

قرآن مجید۔ حدیث شریف۔ اقوال بزرگاں یک زباں ہو کر پکار رہے ہیں۔ اور سنا رہے ہیں کہ صادقین کاملین صالحین کے ساتھ نسبت رابطہ و معیت روحی حاصل کرو۔ کیوں؟ اسلئے کہ صحبت میں تاثیر ضرور ہوتی ہے۔ مقبولان بارگاہ خداوندی کی صحبت ظاہری و باطنی حاصل کرو گے۔ تو ان ہی کے رنگ میں رنگے جا کر تم بھی محبوب و مقبول ہو جاؤ گے۔ کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

صحبت نیکاں اگر باشد نصیب۔ دولت جاوید یابی اے حبیب
صحبت مردانٍ اگر یک ساعت است۔ بہتر از صد خلوت و صد طاعت است

انکی صحبت مردہ کو زندہ کرے۔ زندہ ایسا ہو نہ پھر ہرگز مرے
انکی صحبت دیو کو کردے ملک ہے اثر صحبت میں انکی یاں تلک
صحبتِ شاں خاک را اکسیر کرد۔ لطفِ شاں در ہر دلے تاثیر کرد
سبز مے سازند چوبِ خشک را۔ بوئے می بخشند رنگ و مشک را
ایک ساعت صحبتِ دل سوختہ۔ تجھکو کردے مثلِ گل افروختہ
دوستی ہے انکی جنت کی کلید۔ یہ حدیثِ مصطفےٰ ہے اے سعید

---

۱۔ اے حبیب اگر نیکوں کی صحبت تجھے میسر ہوئی۔ تو ہمیشہ کی دولت پالے گا۔

۲۔ مردانِ حق کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی ہو۔ تو سَو خلوت اور سَو عبادت سے بھی بہتر ہے۔

۳۔ خدا اور خدا تعالےٰ کے نیک وخاص بندوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ صفت بھی ہو۔ تو اس کا ورق (اعمال نامہ) سیاہ ہی رہیگا۔

۴۔ ان کی (صادقین کاملین) صحبت سے خاک کو اکسیر بنا دیا۔ اور ان کی مہربانی ولطف نے ہر دل میں تاثیر کی۔

۵۔ وہ سوکھی لکڑی کو بھی سرسبز کر دیتے ہیں۔ اور رنگ ومشک کو بھی خوشبودار بنا دیتے ہیں۔

---

۲۰۔ جب تصور اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ تو ذاتِ پیر ذاتِ مرید میں قائم وساکن ہو جاتی ہے حتیٰ کہ یہ معاملہ ہو جاتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

تو شیخ کی ذات کے کمالات واحوال سب مرید میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اور شیخ چونکہ فنا فی الرسول۔ فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقامات طے کر چکا ہوتا ہے۔ بلا ریب مرید بھی ان مقامات علیہ سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (حدیث) بھی اسی کی طرف مشیر ہے۔ حضرت مولانا روم کیا خوب فرماتے ہیں۔

؎ چوں تو کردی ذاتِ پیرے را قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

یعنی جب تو نے پیر کی ذات کو قبول کر لیا۔ اور فنا فی الشیخ ہو گیا۔ تو گویا فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ بھی ہو گیا۔ اسلئے کہ پیر فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہو چکا ہوا ہے۔

۲۱۔ تصور شیخ کتنی بڑی دولت ہے۔ اور اس سے کیا کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے مضمون ہذا سے اندازہ کر لیا ہو گا۔ جہاں طریقت کا دارومدار ہی اس پر سمجھا گیا ہے۔ اور وصول الی اللہ کا اقرب طریق مانا گیا ہے۔ وہاں بڑے بڑے دنیاوی اہم امورات ومشکلات کا حل بھی اس کے ذریعے سے باآسانی ہوتا رہا ہے۔ مشائخ عظام وصوفیائے کرام کے ملفوظات اور تذکروں میں کثرت سے ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ خاکسار نمونۃً ایک دو واقعات عرض کرکے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے۔

(۱) مشکلکشائے ہر بند۔ مرہم دلہائے دردمند حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری رح جو کہ نواحِ بخارا میں خواجہ بلا گرداں کے لقب سے مشہور

ہیں کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ جہاز سمندر میں غرق ہونے لگا۔ اس جہاز میں ایک شخص صاحب نسبت آپ کے غلاموں سے تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے حضرت نقشبندؒ کا نقشہ آنکھوں میں جما کر پوری توجہ سے فرمایا۔ یَاشَاہ نَقْشبَند اَلْمَدَدْ اور دو سو دینار پیش کرنے کی نیت کی۔ اللہ کے فضل و کرم سے جہاز گرداب سے نکل آیا۔ لوگوں نے دور سے حضرت خواجہ بلا گرداں کو کنارے پر دیکھ کر السلام علیک کہا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ لوگ نذرانہ لیکر حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک سو دینار پیش کیا۔ حضرت خواجہؒ نے کندھے مبارک سے کرتہ اتار کر دکھلایا۔ اور فرمایا کہ خیرات نہیں لے رہا محنت کی ہے۔ دو سو دینار پورے کے پورے رکھدو۔ دیکھا تو حضرت کے کندھے مبارک پر تازہ نشان جہاز کو کندھا دینے کا موجود تھا۔ شرمندہ ہوئے۔ نذرانہ پورا کر دیا۔ اور کہا کہ ہم لوگوں نے آپ کو کنارے پر دیکھکر سلام کیا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ ہم نے جواب تو دیا تھا۔ لیکن تم سن نہیں سکے۔

۱۹۰۹ء کا واقعہ ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت امیر ملت شہنشاہ جہاں پناہ قبلہ و کعبہ سیدی و مرشدی حضرت شاہ قبلہ محدث علی پوریؒ قدس سرہ حج مبارک سے تشریف لائے۔ چونکہ چورہ شریف میں باباجی صاحبؒ کے عرس شریف کا موقعہ تھا۔ یکا یک علی پور شریف کے بجائے چورہ شریف

پہنچے۔ خاکسار کو حلقۂ غلامی کا شرف حاصل کئے چند ماہ ہی گذرے تھے۔ ان دنوں چھاونی چکدرہ علاقہ صوبہ سرحد میں متعین تھا۔ حضور پُرنور کی تشریف آوری کی خبر سنکر چورہ شریف حاضر ہوا۔ میرے معزز و محترم پیر بھائی صوفی پہلوان خانصاحب مرحوم نے دیگر یارانِ پلٹن (طریقت) مثل حوالدار علی حیدر خاں مرحوم و ماسٹر علی اکبر خاں حال صوبہ دار علی اکبر خانصاحب۔ بزرگ بھائی باز خاں صاحب مرحوم وغیرہم کے سامنے بیان کیا۔ کہ جب ہم لوگ حضرت شاہ قبلہ کی خدمت میں یہاں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے یارانِ پلٹن میں سے ایک یار کی نسبت فرمایا کہ وہ ہر وقت روتا رہتا ہے۔ ہم نے اس کے رونے کی چیخیں مکہ شریف اور مدینہ شریف میں سُنی ہیں۔ یہ ہے مردانِ خدا کی وائر لیس جو تصورِ کامل کا ادنےٰ کرشمہ ہے۔ اس موقعہ عرس شریف پر خاکسار کی موجودگی میں بہت سے یارانِ طریقت کے درمیان حضور پُرنور نے اسی نسبت اور محبت کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔ کہ سوائے فلاں کس کے کسی نے بھی اثنائے سفرِ حج میں یاد نہیں کیا۔ اور نہ کوئی خط لکھا۔ منہ پر تو ہر کوئی محبت کا دم بھرتا ہے۔ لیکن محبت سچی وہی ہے۔ جو سامنے کی نسبت غیبت میں زیادہ نمایاں و ظاہر ہو۔ فرمایا۔ اس دفعہ مدینہ شریف سے جو کہ میرا اصلی وطن ہے۔ صرف آپ لوگوں کی محبت یہاں کھینچ لائی ہے۔ حقیقی محبت

میرے دل میں ہے۔ اس کا عشر عشیر حصّہ بھی آپ لوگوں کے دل میں ہو۔ تو آپ لوگوں کو کچھ پرواہ نہ رہے۔ ہاں یہی وہ نسبت و رابطہ محبت ہے۔ جس کے ذریعے یہ بزرگوار حضرات اپنے غلاموں کی غائبانہ تربیت فرماتے رہتے ہیں۔ اور ایسے کام کر دکھاتے ہیں۔ جو بظاہر عقلاً محال نظر آتے ہیں۔

ج۔ عالیجناب امیر المومنین سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یا ساریۃ الی الجبل فرمانا۔ اور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اُس پر عمل کر کے دشمن کے مکر سے بچنا اور فتح پانا ایک مشہور واقعہ ہے۔ کیا یہ ندائے غیب تھی؟ نہیں بلکہ جناب نے سامنے ان کو خطرے میں دیکھکر مناسب حکم فرمایا۔ جس پر عمل کر کے وہ کامیاب ہوئے۔ حق تو یہ ہے۔ کہ طے مکان و طے زمان کے واقعات جو آپ نے اولیاء اللہ کے حالات میں پڑھے سنے ہوں گے یہ سب اسی تصور شیخ کے کرشمے ہیں۔ افسوس ہے نئی روشنی کے مسلمانوں پر کہ انہوں نے سائنس اور فلسفہ کی اتباع اور یورپین مادہ پرستوں کی تقلید میں کرامات اولیاء اللہ اور معجزات انبیاء علیہم السلام سے اپنی ناقص اور نارسا عقل کے خلاف سمجھکر انکار کر دیا ہے۔ اور اس انکار کی بدولت اسلام کے روحانی انوار و برکات و فیوضات سے محجوب و محروم ہو گئے ہیں۔ اور غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ظاہر اسلام سے بھی

آہستہ آہستہ بیزاری کا اظہار کرتے جا رہے ہیں اور اپنی عادات۔ قیاسات و معمولات کو بھی جو انہوں نے یورپین کی تہذیب کے ماحول سے متاثر ہو کر سیکھے ہیں۔ باوجود صریح اسلام کے خلاف ہونے کے عین اسلام سمجھ رہے ہیں اور حامیان و حاملان شریعت اسلامی علمائے عظام و صوفیائے کرام کثرہم اللہ تعالےٰ کو جن کے دم قدم کی برکت سے اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم ہم تک پہنچی اور پہنچ رہی ہے۔ دشمن اسلام جان کر عامۃ الناس کو ان سے بدظن کر رہے ہیں۔ ؏

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

جب ان مبلغان اسلام سے ہی یقین اٹھ جائیگا۔ اور روایات کی سچائی مشتبہ ہو جائیگی۔ تو صداقت اسلام کس منہ سے پیش کی جا سکیگی۔ اس طرح اسلام کی بیخ کنی کا کام جو آج تک یورپ کی عیسائی طاقتیں باوجود سخت متفقہ کوششوں کے نہیں کر سکیں۔ یہ یورپین تہذیب کے شیدائی نام کے مسلمان اپنے ہاتھوں سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ؏ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

افسوس انسانی تصرفات اور مصنوعات مثلاً ہزاروں میل پر سے بے تار کے خبریں لینا۔ ہندوستان میں بیٹھکر یورپ کے تھیٹر، سینما وغیرہ دیکھنا اور ان کے گانے بجانے سننا۔ مخبر اور سامع کا نہ فقط ایک دوسرے کی بات چیت سننا بلکہ ایک دوسرے کی شکل و صورت بھی دیکھنا۔ اور سائنس کے نئے

آنے والے شعبدات پر خواہ اُن کی حقیقت عقل و سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ دینا۔ اور آگے بھی اور اسی قسم کے دیگر خوارق عادات و معجزات اگر قرآنِ کریم و حدیث شریف میں بیان ہوں۔ اور اللہ تعالٰے اپنی قدرت کاملہ و وسعتِ تصرفِ غالبہ سے اپنے محبوبوں اور مقبولوں کی صداقت و تائید میں ظاہر فرمائے تو ان سے انکار۔ گویا کہ اللہ تعالٰے کو باوجود عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر و غالب علی کل امر ہونے ایک انسان سے بھی کمزور، ضعیف اور عاجز تر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالٰے ان کا دیدۂ عبرت وا کرے۔ اور ہدایت بخشے۔ صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اور اَلَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کے ساتھ صحیح نسبت اور سچا رابطۂ محبت اور ہمیشہ کی معیت نصیب فرمائے۔ اٰمین۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؎

اندکے پیشِ تو گفتم غمِ دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

# خطبۂ نبوی ؐ۔ ترجمۂ منظوم

لوگو! فرض اپنا کیا میں نے ادا
قربِ جنت جو دلائے گا تمہیں
حکم ہر اُس کام کا میں نے دیا
اور دوزخ سے بچائے گا تمہیں
اور یہ بھی یاد رکھنا ہے تمہیں
میں نے ہر اس کام سے روکا تمہیں
جو تمہیں محروم جنت سے کرے
اور جہنم کی طرف لے کر چلے
بالیقیں روح الامیں نے ڈال دی
دل میں میرے یہ بات اک اس حال کی
کوئی جی دنیا سے مرنے کا نہیں
پورا جب تک رزق پا لیتا نہیں
پس سدا اللہ سے ڈرتے رہو
اور طلب جائز طریقوں سے کرو
ایسا نہ ہو رزق کی تنگی کہیں
ارتکابِ جرم پر لائے تمہیں



جان لو اللہ کی چیزیں بالیقیں
بے اطاعت اسکی پا سکتے نہیں

(راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ طالب کنجاہی حال وارد کوئٹہ)

# نعت شریف تاجدارِ مدینہ

کیوں جا کے چلے آئیں و دربارِ مدینہ سے — خالی نہ پھرا کوئی دربارِ مدینہ سے

معراج پہ جب پہونچے اللہ نے یہ فرمایا — جو مانگنا ہو مانگو سردارِ مدینہ سے

بخت اُن کا نصیب اُن کا مقدر اُن کا — جو مانگا وہی پایا سرکارِ مدینہ سے

خاک کفِ پا سے تھی حاصل بینائی — یہ فیض ہے بس جاری سرکارِ مدینہ سے

قرآن دیتا ہے گواہی نبیوں سے فضیلت کی — ہوگا نہ کوئی بڑھکر سردارِ مدینہ سے

دیکھا ہے گھرانہ ایک شاہِ جماعتؒ کا — کئی بار پھر آئے دربارِ مدینہ سے

دی ندا جس نے مصیبت میں یا محمدؐ کہکر — اُسکی مشکل ہوئی آسان دربارِ مدینہ سے

ہو مبارک سبکو حج و زیارت کی — لِلّٰہ اب آجائے بُلاوا دربارِ مدینہ سے

دربار میں جانے کی حافظ کو تمنّا ہے!

ہر دم ہے دعا میری سرکارِ مدینہ سے

حافظ سلطان محمد پشاور

# آداب مُرید!

(از ارشادات جناب مجددؒ الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"انوار الصوفیہ" ماہ اگست ۱۹۵۵ء میں حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشادات بزبان فارسی ناظرین رسالہ کی خدمت میں عرض کئے تھے۔ چند اصحاب نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ان کا ترجمہ تحریر فرمادیں۔ نیز عربی اور فارسی عبارت کا ترجمہ بھی ضرور تحریر کردیا کریں۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں اسی مضمون کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔

کہ مریدی کے ضروری آداب و شرائط ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں۔ ان کو گوشِ ہوش (دل کے کانوں) سے سننا چاہئے۔

جان لو۔ کہ طالب کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ اپنے روئے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر صرف اپنے پیر ہی کی طرف متوجہ کرے۔ اور اپنے پیر طریقت کے روبرو ان کے حکم اور ارشاد کے بغیر نہ ہی نفل پڑھے۔ نہ ہی ذکر میں مشغول ہو۔ اور ان کے حضور میں کسی دوسرے کیطرف متوجہ نہ ہووے۔ اور سرتاپا ان ہی کیطرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ حتیٰ کہ ذکر بھی نہ کرے۔ مگر وہ جس کیلئے جناب پیر طریقت حکم فرمادیں۔ اور پیر طریقت کے حضور میں نماز فرض و سنت کے سوا کوئی اور نماز ادا نہ کرے۔ اس دور کے ایک بادشاہ کی بابت

اسی اثنا میں وزیر نے اپنے جامہ کی طرف توجہ کی۔ اور اسکے بندھا کو درست کر رہا تھا۔ اسی وقت سلطان کی نظر وزیر کے اس فعل کی طرف پڑی۔ اس نے دیکھا کہ وزیر سلطان کی نسبت کسی اور چیز کیطرف متوجہ ہے۔ تو بادشاہ نے بزبان عتاب فرمایا۔ کہ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔ کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے سامنے اپنے جامہ کے بندھا کو درست کرنے کی طرف متوجہ ہووے۔ آپ سوچنا چاہئے۔ کہ دنیاوی حصول کیلئے وسائل اور آداب درکار ہیں۔ تو وصول الی اللہ کے لئے نہایت اتم اور اکمل وجوہات سے ان آداب کی رعائیت لازم ہوگی۔ اس واسطے لازم ہے کہ مرید ایسی جگہ کھڑا نہ ہو۔ کہ اس کا سایہ پیر کے جامہ پر پڑے یا اس کے سایہ پر پڑے۔ اور ان کے مصلے پر قدم نہ رکھے۔ اور ان کے وضو کے برتن سے طہارت نہ کرے۔ اور ان کے خاص ظروف کو استعمال نہ کرے۔ اور نہ ہی ان کے روبرو پانی پئے نہ ہی کھانا کھائے۔ نہ کسی سے بات کرے۔ بلکہ کسی کی طرف بھی متوجہ نہ ہو۔ اور پیر صاحب کی عدم موجودگی میں جس جگہ پیر صاحب تشریف فرما ہوتے ہوں۔ اس طرف پاؤں بھی دراز نہ کرے۔ نہ ہی اس طرف تھوک پھینکے۔ اور جو کچھ پیر صاحب ارشاد فرمادیں۔ اسکو عین صواب جانے۔ اگرچہ بظاہر

کرتا ہے۔ اور خدا کے اذن سے کرتا ہے۔ اس تقدیر پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور اگرچہ خواہ بعض صورتوں میں ان کے الہام میں غلطی بھی ہو جاوے۔ کیونکہ الہامی خطا محض اجتہادی خطا ہوتی ہے۔ اور اس پر ملامت اور سزا نہیں تجویز کی جاتی۔ ایضاً

اور جب مرید کو پیر سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو محب کی نظر میں جو کچھ محبوب سے ظاہر ہوتا ہے محبوب ہی دکھائی دیتا ہے (محبوب کا ہر فعل محب کی نظر میں محبوب ہی ہوتا ہے) پس اس میں اعتراض کی مجال نہیں ہوتی۔ اور تمام امور میں خواہ جزوی خواہ کلی پیر طریقت خود کی اقتدا (پیروی) کرے۔ کھاتے ہیں۔ پیتے ہیں۔ سوتے ہیں۔ اور نماز بھی ان ہی کی طرح ادا کرے۔ اور فقہ بھی اُن ہی کے عمل سے اخذ کرے۔

۵ آں راکہ درسرائے نگار است فارغ است
از سیر بوستاں و تماشائے لالہ زار

وہ خوش نصیب آدمی جس کے گھر یعنے (دل) میں محبوب دل نواز موجود ہو۔ اسکو سیر بوستاں و تماشائے لالہ زار سے فارغ ہے۔ یعنے اسکی ضرورت نہیں ہے۔

اور پیر طریقت کی کسی حرکات و سکنات پر کوئی اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ خواہ اعتراض رائی کے دانہ کے برابر ہی ہو۔ کیونکہ اعتراض میں سوائے حرماں کے اور کچھ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور تمام خلائق سے نہایت ہی بدبخت وہ آدمی ہے جو اس عالی گروہ کی عیب بینی یا عیب چینی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سبحانہٗ ہم کو اس بلائے عظیم

کرامات خوارق عادات کا طالب نہ ہووے۔ اگرچہ وہ قلبی وساوس کو دُور کرنیکی خاطر ہی ہو۔ کیا آپ نے سنا ہے کہ کسی مومن نے پیغمبر علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا ہو۔ معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر ہُوا کرتے ہیں۔ شعر

معجزات انبیاء قہر بر دشمن است۔ بوئے جنسیت پئے دل بردن است
موجب ایماں نباشد معجزات۔ بوئے جنسیت کند جذب صفات

ترجمہ۔ مُعجزات دشمن پر قہر نازل کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔ اور روحانی اور سعادت کی جنسیت سے دلبری کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ معجزات ایمان کے حاصل کی وجہ نہیں ہوتے۔ صرف بوئے جنسیت (نیک اور سعید اوج ہونیکی) صفات ایمان کو جذب کر لیتی ہیں۔

اگر کوئی شبہ دل میں پیدا ہو۔ تو بے توقف پیر صاحب کی خدمت میں عرض کر دے۔ اور اگر وہ حل نہ ہو۔ تو اپنے آپ میں تقصیر خیال کرے۔ اور کوئی نقص جانب پیر عائد نہ کرے۔ اور جو واقعہ ظاہر ہو۔ پیر طریقت سے پنہاں نہ رکھے۔ اور تمام واقعات کی تعبیر ان سے طلب کرے۔ اور جو تعبیر واقعہ مرید پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کر دے۔ اور صواب و خطا حضور پیر ہی سے تلاش کرے۔ اور ہرگز اپنے کشف پر اعتبار نہ کرے۔ کہ اس دنیا میں حق باطل سے ملا جُلا ہو۔ اور صواب و خطا میں بھی اختلاط ہے۔ اور بلا اجازت بلا ضرورت پیر سے جدا نہ ہو۔ کہ اس کے سوا کسی غیر کو اس پر اختیار کرنا ارادت کے منافی ہے۔ اور اپنی آواز کو پیر کی آواز سے بلند نہ کرے۔

# فتنۂ انکارِ حدیث

(از مولانا مولوی غلام رسُول گوہر خطیب جامع مسجد قصور کوٹ عثمان خاں)

ایک فرقہ منکرین حدیث کا آجکل اپنی ضلالت و الحاد کی تبلیغ میں تبر اساعی اور سرگرم عمل ہے۔ اور جو مذہب کی قیود و پابندیوں سے وحشی جانوروں کی طرح بھاگتے ہیں۔ وہ ان کے دام تزویر میں بُری طرح پھنس جاتے ہیں۔ چونکہ اس قسم کے جھوٹے مذاہب میں نفسانی و شہوانی سہولتیں اور آزادیاں موجود ہوتی ہیں۔ اِس واسطے جو لیلائے دنیا کی زلف گرہ گیر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ بہت جلد ایسے مذاہب کو اپنا لیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ یہی مذہب حق ہے۔ اور اسی کی اتباع و پیروی بنی نوع انسان کے واسطے لازم و واجب ہے۔ وہ اس نظریہ کے خلاف جن کو پاتے ہیں۔ ان کی تکذیب و تردید کرتے ہیں۔ اور علماءِ کرام کو جو دین کے حامی و ناصر ہیں۔ عقیدۂ مُلّا کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور سنتِ نبویہ علے صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کو نعوذ باللہ مُلّا ازم کا نام دیتے ہیں۔ منکرین حدیث کوئی نیا فتنہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ بہت پرانا فتنہ ہے۔ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی زبان فیض ترجمان سے اِس فتنہ سے ہم غلاموں کو آگاہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ یْکَرِبَ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّی اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ اَلَا یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْہُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْہُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَمَا حَرَّمَ اللّٰہُ۔ اَلَا لَا یَحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَھْلِیُّ وَلَا کُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقَطَۃُ مُعَاھَدٍ اِلَّا اَنْ یَّسْتَغْنِیَ عَنْھَا صَاحِبُھَا وَمَنْ نَّزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَیْھِمْ اَنْ یَّقْرُوْہُ فَاِنْ لَّمْ یَقْرُوْہُ فَلَہٗ اَنْ یُّعْقِبَھُمْ بِمِثْلِ قِرَاہُ۔ (رواہ ابوداؤد)۔ مقدام ابن معدیکرب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار۔ بیشک میں قرآن دیا گیا ہوں۔ اور اسکی مثل (حدیث) بھی ساتھ اس کے۔ خبردار! قریب ہے کہ ایک مرد جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہوگا۔ وہ اپنے تخت یا چارپائی پر بیٹھ کر کہے گا۔ تم اس قرآن کو لازم پکڑو۔ پس تم جو اس میں حلال پاؤ اسکو حلال جانو۔ اور جو اس میں حرام پاؤ اسکو حرام جانو۔ حالانکہ بے شک جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی ہے۔ وہ حکم میں ایسے ہی ہے۔ جیسے اللہ نے حرام کی۔ خبردار! نہیں حلال تمہارے واسطے گھریلو گدھا۔ اور نہ وہ جانور جو داڑھ والا ہے درندوں سے اور نہ معاہد کی گری

ئی چیز مگر یہ کہ اُس کا مالک اسکی پرواہ نہ کرے۔ اور
جو کوئی کسی قوم کے پاس فروکش ہو۔ اور وہ اسکی
ضیافت نہ کریں۔ پس اس کے واسطے جائز ہے۔ کہ
نی مہمانی کے حق کے قدر کوئی چیز زبردستی اُن سے
لے۔ روایت کیا اسکو ابو داؤد نے۔ (مشکوٰۃ
ص۳۱) اس حدیث سے صاف اور واضح طور پر
معلوم ہوا۔ کہ آخیر زمانہ میں ایک شخص ایسا پیدا ہوگا۔
جو بندۂ شکم اور غلام حرص و آرزو ہوگا۔ یعنے
پیٹ بھر کر کھانا۔ کھانا اسکو بہت مرغوب ہوگا۔
فقیری جو محبوبانِ الٰہی کا شیوہ ہے۔ اس میں ہرگز
نہیں ہوگی۔ اور وہ بوریا نشین بھی نہیں ہوگا۔ بلکہ
بستر و مالد سے چارپائی اور کرسی کے بغیر وہ بات
نہیں کرے گا۔ اور وہ لوگوں کو صراطِ مستقیم اور
سیدھی راہ سے پھیرنے کے واسطے کہیگا۔ حدیث کی
ضرورت نہیں۔ بس قرآن ہی کافی ہے۔ جو چیز
اس میں حلال ہے۔ وہ حلال جانو اور جو حرام ہے
حرام جانو۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا یہ کہنا غلط ہے۔
سب جان لو جس طرح اللہ نے مجھے قرآن دیا
ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ اللہ نے مجھکو حدیث
بھی دی ہے۔ اور میری حرام کی ہوئی اشیاء اللہ
کی حرام کی ہوئی اشیاء کے برابر ہیں۔ چنانچہ قرآن
میں گھریلو گدھے کی حرمت کا کوئی ذکر نہیں۔
اس کو میں نے حرام کیا ہے۔ اسی طرح شیر۔ چیتا۔
باز۔ شکرہ وغیرہ درندوں کا طیور و وحوش
کا قرآن میں ذکر نہیں۔ لیکن رسول کے حرام کرنے
سے یہ جانور ایسے ہی حرام ہیں۔ کہ گویا خدا نے ان کو
حرام کیا ہے۔ منکرین حدیث پر لازم ہے۔ کہ وہ قرآن
سے شیر۔ چیتا۔ کتا۔ ہاتھی۔ بھیڑیا۔ بندر۔ ریچھ۔ باز۔ شکرہ
چیل وغیرہ جانوروں کی حرمت کا فتوے دیں۔ اور
دیگر اس سے متعلق قرآن میں کوئی حکم نہیں ہے۔ تو
اِن چیزوں کے حلال ہونے کا اعلان کریں۔ اور ان
کے گوشت کو بھی قریب دسترخوان بنائیں۔ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ تَرَکْتُ فِیْکُمْ
اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابَ اللّٰہِ
وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔ رواہ فی الموطا۔ مشکوٰۃ شریف ص۳۱
مَیں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ تم جب تک ان پر
عمل کروگے۔ ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب
اور اس کے رسول کی سنت (یعنے حدیث)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمرؓ
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ اور عرض کی کہ یہودی باتیں کرتے ہیں۔ جو ہم
کو اچھی لگتی ہیں۔ کیا ہم ان میں سے بعض کو لکھ لیا کریں۔
آپ نے فرمایا۔ اَمُتَہَوِّکُوْنَ کَمَا تَہَوَّکَتِ الْیَہُوْدُ
وَالنَّصٰرٰی لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِہَا بَیْضَآءَ نَقِیَّۃً وَلَوْ کَانَ
مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔ مشکوٰۃ ص۳۰۔
کیا تم بھٹکتے ہو جس طرح بھٹک گئے یہود اور نصاریٰ
(یعنے انہوں نے کتاب اللہ اور اپنے نبی کی سنت
کو ترک کر کے اپنی اہواء کی اتباع کی) البتہ تحقیق میں تمہارے
پاس جو دین لایا ہوں وہ روشن اور صاف ہے۔
اور اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میری
اتباع سے چارہ نہ ہوتا۔ اسی طرح کی کتب احادیث
میں بے شمار حدیثیں ہیں۔ جن سے حدیث کا پڑھنا اور

اس پر عمل کرنا اور اس کی تبلیغ کرنی ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو داؤد سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ کتنا علم حاصل ہو۔ تو آدمی فقیہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ اَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَّشَهِيْدًا۔ مشکوٰۃ ص ۳۶۔ جو شخص میری امت کے دین کی بابت چالیس حدیثیں یاد کرے۔ قیامت کے دن اللہ اسکو فقیہ اٹھائے گا۔ اور میں اس کے شافع اور شہید ہونگا چنانچہ اس حدیث پاک کے مطابق علمائے امت میں سے اکثر نے دین کے ابواب میں چالیس حدیثیں جمع کر کے ان کی اشاعت و تبلیغ کی۔ تاکہ یہ فضیلت حاصل ہو۔ ہمارے زمانہ میں بھی فقیہ اعظم حضرت مولانا مولوی محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مولوی مفتی عبد العزیز صاحب خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور کی اربعین قابل دید ہے۔ لیکن یہ دلائل تو ہم مسلمانوں کے واسطے ہیں جو حدیث کو مانتے ہیں۔ اور جو حدیث کو حجت نہیں مانتے۔ بلکہ ان کو حدیث کے متعلق قول رسول ہونے کا ہی یقین نہیں۔ اور بزعم ان کے کہ حدیثوں کے یہ دفتر عجمی سازشوں کا نتیجہ ہے۔ جو قرآن شریف سے لوگوں کو منحرف کرنے کے واسطے زمانہ نبوت سے کئی سو سال بعد دین کے دشمنوں نے ان کو ترتیب دیا۔ وہ تو ان حدیثوں کی زبان سے حدیث کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ وہ تو صرف قرآن کو مانتے ہیں۔ اور حقیقتاً یہ ہے۔ کہ اگر وہ حدیث اور اتباع رسول کا انکار کرتے ہیں۔ تو وہ قرآن کو بھی نہیں مانتے۔ لیکن بقول ان کے کہ ہمارے واسطے کتاب اللہ ہی کافی ہے۔ ان کو قرآن ہی سے حدیث کے قابل رفتہ عمل ہونے پر دلائل دئیے جاتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ان کو یہ بات ذہن نشین کرنی ضروری ہے۔ کہ ایمان کے تحقق اور وجود کے واسطے جس طرح خداوند عالم کی الوہیت اور اس کی تصدیق و شہادت لازم ہے اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق و شہادت بھی واجب ہے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا جائے تب تک اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا کوئی ایمان لانا نہیں ہے۔ تو جیسے رسالت پر ایمان لانا واجب ہے ویسے ہی رسول کی اتباع کرنی بھی ضروری ہے۔ اور اتباع رسول کا مفہوم رسول کی اس کے قول و عمل میں اقتدا کرنا ہے۔ اور رسول کے قول و عمل ہی کا نام حدیث ہے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ بجز حدیث رسول کی اتباع کے رسول پر ایمان ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ اور جب رسول پر ایمان نہ ہوا۔ تو اللہ تعالےٰ پر بھی ایمان نہ ہوا۔ تعجب ہے۔ کہ منکرین حدیث اپنے کو مسلمان ہی نہیں بلکہ کامل مسلمان جانتے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کریں تو اپنے میں ان کو شمہ بھی ایمان کا نظر نہ آئے۔ اب ہم ذیل میں قرآن پاک سے چند آیات لکھتے ہیں۔ جن سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ اور شریعت کا اصول ہے۔ کہ جو چ

دین میں فرض ہو۔ اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور اس کا تارک فاجر ہوتا ہے۔ تو اس اصول کے رو سے منکران حدیث اپنے آپ کو اہل قرآن کے نام سے موسوم کرنے اور حدیث و اتباع رسول کا انکار کرنے والوں کا اسلام میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی نصیب نہیں ہے۔ یہ لوگ جس فتنہ کے علم بردار ہیں۔ وہ فتنۂ مرزائیت سے بھی زیادہ خطرناک اور بڑا ہے۔ اور اسی کے قریب قریب فتنہ مودودیت ہے۔ خدا تعالیٰ ان فتنوں کو جو اسلام کی خرابی کے درپے ہیں تباہ کرے۔ آمین۔

## اطاعت رسول اور اتباع رسول فرض ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہہ دو۔ اگر تم اللہ کا دوست بننا چاہتے ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم کو اپنا دوست بنا لے گا۔ اور تمہاری مغفرت کرے گا۔ اور اللہ بڑی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اہل قرآن کی طرح بعض لوگ بغیر اتباع رسول اپنے آپ کو اصحاب اللہ یعنی اللہ کے دوست سمجھتے تھے۔ ان کی تغلیط و تردید میں یہ آیت کریمہ اتاری گئی۔ کہ جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن نہیں ہو گے تب تک کسی طریقے سے بھی محبت خداوندی کا شرف حاصل نہیں کر سکتے۔ اہل قرآن کو قرآن کی اس آیت کو بار بار پڑھنا چاہیئے۔ کہ کس

صراحت و وضاحت کے ساتھ اتباع رسول کے واجب ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔ اور بتا رہی ہے۔ کہ خدا تک جا پہنچنے کے لئے سوائے باب محمدی کے جملہ ابواب مسدود ہیں۔ کوئی کتنا ہی اہل قرآن کیوں نہ بنے۔ جب تک وہ اس کے ساتھ حدیث رسول کو بھی واجب الاتباع نہیں جانیگا۔ درگاہ خداوندی سے مردود و مطرود ہوگا۔ کیونکہ حدیث کے بغیر قرآن پاک کے معانی اور حقائق پر آگاہ ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے پروردگار عالم نے اہل دنیا کو نبی اور قرآن دونوں کے ساتھ خطاب فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب روشن یعنی قرآن پاک آئی۔ کتاب مبین کے واسطے نور کا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ جب تک نور نہ ہو کتاب نہیں پڑھی جاتی۔ اسی طرح قرآن پاک کے معانی اس وقت تک صفحۂ قلب پر جلوہ گر نہیں ہو سکتے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اور آپ کی حدیث اور تعلیم اس کے ساتھ نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔ اے پیارے رسول بیشک ہم نے آپ کی طرف قرآن کو اوتارا۔ تاکہ آپ لوگوں کے واسطے اس چیز کو جو اتاری گئی ہے ان کی طرف اور شاید کہ وہ غور کریں۔ اس آیت میں صریح طور پر ارشاد فرمایا گیا۔ کہ قرآن اس لئے اوتارا گیا ہے کہ جو احکام ان لوگوں کی ہدایت کے واسطے اس میں

ادا ہو رہے گئے ہیں۔ یا اس میں قرب خداوندی کے جو طریق بتائے گئے ہیں۔ آپ ان کو اپنی زبان فیض ترجمان سے ان لوگوں کو خوب اچھی طرح کھول کر سمجھا دیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ آپ کو بیان بھی دیا گیا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اور وہی حدیث ہے پس ثابت ہوا۔ کہ حدیث کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رض اور دیگر صحابہ کرام فرماتے ہیں۔ کہ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دس آیتیں پڑھتے۔ اور جب تک ان کا مفہوم اور اس کا مطلب نہ سمجھ لیتے ہم آگے نہ پڑھتے۔ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر کی جلد اول میں ہے۔ فَعَلَيْكَ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّهَا شَارِحَةٌ لِلْقُرْاٰنِ وَمُوْضِحَةٌ لَّهٗ۔ پس تو سنت یعنی حدیث کو لازم پکڑ کیونکہ وہ قرآن کی شرح اور وضاحت کرنے والی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کل ما حکم به رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مِمَّا فَهِمَهٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی حکم یا فیصلہ کیا۔ وہ وہی کیا ہے۔ جو آپ نے قرآن سے سمجھا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اے پیارے رسول۔ بے شک ہم نے آپ کی طرف کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا۔ تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس چیز کے ساتھ فیصلہ کریں۔ جن کا اللہ نے آپ پر انکشاف کیا۔ علامہ ابن کثیر نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ سنت یعنے حدیث بھی آپ پر وحی کے ساتھ نازل

کی گئی۔ جس طرح قرآن نازل کیا گیا ہے۔ لیکن فرق اتنا ہے۔ کہ حدیث کی تلاوت نہیں ہوئی۔ جس طرح قرآن کی تلاوت ہوئی۔ قرآن وحی جلی اور حدیث وحی خفی ہے۔ جس طرح قرآن واجب الاتباع ہے۔ اسی طرح حدیث بھی واجب الاتباع ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نطق اور کلام اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے ہوا سے نہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ اور وہ یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کلام فرماتے خواہش سے۔ نہیں ہے وہ یعنے کلام مگر وحی جو وحی کی جاتی ہے۔ اس سے بھی روز روشن کیطرح ثابت ہوا۔ کہ آپ کا کلام بلاغت نظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مقترن کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ الآیۃ۔ اور جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی۔ پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا۔ یعنے جن کو اپنے قرب خاص کے ساتھ نوازا۔ وَالرَّسُوْلَ کا اللہ پر عطف ظاہر کرتا ہے کہ جس طرح اللہ کی اطاعت یعنے اس کا حکم ماننا واجب ہے۔ اسی طرح رسول کا حکم ماننا بھی واجب ہے۔ کیونکہ معطوف اور علیہ کا حکم الگ الگ نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک ہی حکم میں دونو منسلک ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اس آئیت میں اطاعت خداوندی کی صورت ہی اطاعت رسول قرار دی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا بالکل بجا اور درست ہے۔ کہ جس نے حدیث کو مانا اس نے قرآن کو مانا۔ کیونکہ ہمیں قرآن حدیث کے طور پر روائیت کیساتھ ہی ملا ہے۔ اگر حدیث نہ ہوتی تو ہمارے پاس قرآن کے قرآن ہونے کی کیا دلیل تھی۔ نیز اللہ تعالے نے فرمایا۔ مَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جس چیز کا تمہیں رسول حکم دیں۔ اسکو پکڑ لو۔ یعنی اس پر بے توقف عمل کرو۔ اور جس چیز سے تمہیں روکیں اس سے بے توقف ہٹ جاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اس حد تک واجب ہے۔ کہ اگر آپ کسی کو نماز کی حالت میں بلائیں۔ تو اس پر واجب ہے۔ کہ وہ اسی حالت میں آپ کی اجابت کرے۔

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں۔ کہ سعید ابن معلیؓ نے کہا۔ کہ میں نماز پڑھتا تھا۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ اور میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا۔ تو حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ میں نے اس لئے جواب نہیں دیا تھا۔ کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ۔ تم اجابت کرو اللہ کی اور رسول کی جب وہ تمہیں بلائے۔ کیونکہ وہ تمہیں روحانی زندگی عطا کرتا ہے۔ صاحب مواہب نے کہا ہے۔ کہ شافعیہ کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے۔ کہ اجابت کرنے والے کی نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

(باقی آئندہ)

# نشانِ راہ

قسط دوم

اللہ تبارک وتعالےٰ کی سات صفات ذاتی میں سے ایک صفت کلیم ہے۔ جو ذات باری تعالےٰ سے منفک (علیحدہ) نہیں ہے۔ اور جیسے وہ ہستی لامکان ذوالجلال والاکرام ہر قید وبند سے مبرا ومنزہ ہے۔ ایسا ہی کلام اللہ جسم و جہت وغیرہ قیود وبند سے آزاد ہے۔ سمجھنے کیلئے اسکو کیف سے موسوم کر سکتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ اقیموا الصلوٰۃ۔ نماز پڑھنا نہیں۔ قائم کرنا ہے۔ جیسے قیامت خاص احوال وکیفیات کے وارد ہونے کا اصطلاحی نام ہے۔ اسی طرح قیام نماز بھی خاص احوال

وکیفیات کے وارد ہونے کا نام ہے۔ یعنی اعضاء جوارح کا خاص حالت میں ہونا۔ اور دل وزبان کا ذاکر و متوجہ اِلیٰ اللہ ہونا۔ ایسا کہ ماحول اور خود اپنے آپ کو بھول جانا وغیرہ۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کلام اللہ (اقیموا الصلوٰۃ) ایک کیف ہے۔

۲......اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا۔ رحمٰن (کون رحمٰن) اس کے متعلق اہلِ خبر سے پوچھو۔ اس آیت پاک سے معلوم ہوا۔ کہ سب اہلِ خبر نہیں۔ اور یہ بھی کہ مکمل معرفت ذات پاک الفاظ و حروف سے نہیں۔ بلکہ اہلِ خبر سے حاصل ہوتی ہے۔ جو خاص اس کیف میں جہاں رحمٰن کی شناسائی اور وصل نصیب ہوتا ہے۔ اس نصِ قرآنی سے اہلِ خبر کے وجود کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ کیجئے۔ اور اس کیف کو پانے کے لئے ان کی طرف رجوع کرنے کی فرضیت کو سمجھئے۔ تاکہ اہلِ خبر سے مِلکر اور کیف سے رنگین ہو کر رحمٰن سے واقف ہوں۔ یہ فائدہ نہ اہلِ علم و فقہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ بے کیف انسانوں سے۔

محترم حضرات! کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوئے (جس سے رب العالمین کی شناسائی و معرفت مقصود و مطلوب ہے) یہ اشارہ اور حکم ہوتا ہے۔ کہ اہلِ خبر سے پوچھو۔ تو کیا تلاوتِ کلام پاک سے آپ نے رحمٰن کو نہیں پہچانا؟ جو خاص اہلِ خبر کے گروہ کی طرف جانے اور خدمت میں حاضر ہو کر مقصودِ اعلیٰ کی شناسائی کا حکم ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ آپ کلام پاک کو حروف سمجھتے رہے ہیں۔ جو کہ حقیقت میں کیف ہے۔ اور جب یہ کیف آپ کو اہلِ خبر سے مِل کر نصیب ہوا۔ تو اس کیف سے رنگین ہونے پر وہی کلام اللہ آپ کے واصل باللہ ہونے کا سبب بننے لگی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کلامِ الٰہی حروف و تفسیر سے آزاد ایک کیف محض ہے۔

۳......وَفِيۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ۔ اللہ تبارک و تعالےٰ آیاتِ بینات کی طرف توجہ دلانے کے بعد خود ذات انسان کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ آیاتِ بینات ہستیِ اللہ تبارک و تعالےٰ کی دلیل کے لئے کیا کم تھیں۔ جو خود ذاتِ انسان کی طرف توجہ دلائی۔ حقیقت میں علاوہ اور لطائف کے دل کی طرف اشارہ ہے۔ جب دل زندہ اور وا ہوتا ہے اور توجہ اِلیٰ اللہ سے کیف میں آتا ہے۔ تو انسان اہلِ خبر بن جاتا ہے۔ جس کے متعلق فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا۔ فرمایا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وَفِيۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ سے خاص کیف مراد ہے۔ جس سے اللہ تبارک و تعالےٰ کے خاص بندے ہی محظوظ ہوتے ہیں۔ اور یہ کیف الفاظ و مثال و احساس و معلومات سے بالاتر شے ہے۔ جو روحانیوں کے سزاوار ہے۔ اسی طرح الٓمّٓ سے وَالنَّاس تک کیف ہی کیف الفاظ و حروف کی قید و تفسیر سے بالاتر ہے۔

## منشائے کلامِ الٰہی

کلام اللہ سے منشاء انسان کو عالم کائنات میں اس کیف و حالت میں رکھنا ہے۔ جس کیلئے اس کو پیدا فرمایا

ہے۔ اور رضا و پسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے۔ انسان جس کے لئے یہ کیف مطلوب ہے چونکہ مثالی دنیا کا خوگر و عادی ہے۔ اسلئے وہ کیف الفاظ و حروف کے واسطہ سے پیش نظر ہوا ہے۔ حکمت۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد گرامی "کہ ہر ایک کے حسب حال و لیاقت بات کہنی چاہیئے" کے زیر قانون جیسے گونگے کو ہاتھوں کے اشارے سے مقصد سمجھایا جاتا ہے۔ ہاتھوں کے اشارے مقصد نہیں ہوتے۔ ایسے ہی مادی و مثالی دنیا کے رہنے والے کے لئے حکمت الٰہی کے طور پر الفاظ و کے واسطہ سے کلام کی واقفیت کرائی گئی ہے۔ ورنہ کلام اللہ ہدایت یا کیف ہے۔ جو متقین ہی سمجھتے ہیں۔ انواع و اقسام کے انسان ہیں۔ جو اسفل السافلین سے اشرف المخلوقات تک ملقب ہیں۔ یہ کلام یا کیف ہر ایک کے حسب حال اُس کے مرکز توجہ کی شکل میں فائدہ دیتی ہے۔ مادہ پرست کو مادیات کی مثال سے درس عبرت۔ عالم کو علم سے حساس کو عالم محسوسات سے۔ اور روحانیوں کو روحانیت سے۔ کلام الٰہی کی حقیقت انسان کو صفات الٰہیہ سے متصف کرنا ہے۔

## — تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ —

صفات ذاتیہ سات ہیں۔ سمیع۔ بصیر۔ علیم۔ کلیم۔ مرید۔ حی۔ قیوم۔ جو اپنی ضد نہیں رکھتیں۔ اپنی کلام کے متعلق "لَا رَیْبَ فِیْہِ" فرمایا ہے۔ تو جس انسان نے اس کلام یا کیف سے لطف اندوز ہونا ہے۔ اُسے اپنی ذات سے پہلے ریب (شک) کی نفی کرنا ہوگی۔ یعنی سچائی اور یقین کی ضد کو ختم کرکے اس میں محویت حاصل کرنا ہوگی۔ اس حالت محویت میں انسان خواہ خالق سے یا مخلوق سے برتاؤ کرے۔ ریب کی نفی اور یقین میں محو ہو کر متصف باخلاق ہوگا۔ تب وہ کلام اللہ کا فائدہ یا کیف پا سکیگا۔ جیسا کہ شرطہ "للمتقین" سے ظاہر ہے۔ اتقی خاص کیف یا حالت ہے جو اصل کلام ہے۔

## کلام اللہ کا مدعا

کلام اللہ کا مدعا صفات الٰہیہ سے متصف کرنا ہے یعنی اُس کیف یا حالت میں رکھنا ہے جس سے مقصد آفرینش پورا ہو۔ اور "فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰہِ" کی دوڑ ہو سکے۔ یعنی متوجہ اِلی اللہ ہو کر معرفت الٰہی حاصل کرنا۔ اور اظہار عبودیت کرنا۔ انسان اس کیف سے صفات ذاتیہ میں محو ہو کر جب ریب اور اضداد کی نفی کرتا ہے۔ تو صبغۃ اللہ کا رنگ پاتا ہے۔ (اس منزل پر صفات ذاتیہ میں لا ریب فیہ والی محویت ایمان کی شرط ہے) محویت فی الصفات ذاتیہ کا فائدہ یہ ہے۔ کہ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ جس شئے کی معرفت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اُس کے حال سے موافقت و مطابقت اور نسبت پیدا کرنا بدیہی ہوتا ہے۔ تو کلام الٰہی جو ذات باری تعالےٰ سے منفک یعنی (علیحدہ) نہیں ہے۔ یہی اتنا قریبی تعلق و نسبت پیدا کر سکتی ہے۔ ورنہ بصورت دیگر کلام اللہ کو حروف و مخلوق سمجھنے سے صبغۃ اللہ کا فائدہ اور تخلقوا باخلاق اللہ کا منشاء جو مطلوب ہے۔ حاصل نہ ہوگا۔ وللہ الحمد۔

(مرزا محمد یوسف۔ چاہ میراں لاہور)

# توبہ ۸۶ے

گذشتہ سے پیوستہ

دلِ تیرا ہے جب کہ دربانِ حواس — توبہ ہر ہر عضو کی کا کر تو پاس
آنکھ کی توبہ ہے نہ دیکھے حرام — کان کی توبہ ! سُنے نہ بدکلام
قلب کی توبہ ہے بچنا حرص سے — جان کی توبہ ہے بچنا نفس سے
ہے زباں کی توبہ نہ کہہ بد کلام — پیٹ کی توبہ ہے نہ کھائے حرام
ہاتھ کی توبہ ہے رکھے ان کو صاف — پاؤں کی توبہ ہے نہ جائے خلاف
ساتھ ہر ہر عضو کے تو نقل کر — جانبِ حق جا گناہ کو چھوڑ کر
توبہ کی ہیں تین شرطیں اے پسر — یاد کر لے ان کو واقف ہے اگر
عذر کرنا ہے زباں سے جرم کا — باز رہنا پھر جوارح سے سدا
دل پشیماں ہو کئے جرم و خطا — اور خوفِ حق سے پھر رونا سدا
جرم کر کے جس نے استغفار کی — واسطے اُس کے ہے کفّارہ یہی
توبہ حق کو سب کی ہی مطلوب ہے — پر جوانوں کی بہت مرغوب ہے
گر تو رکھتا ہے تمنّائے فلاح — توبہ کر ہر لحظہ اے اہلِ صلاح
توبہ کر اور پھر نہ کر جرم و خطا — تائبوں کو دوست رکھتا ہے خدا
جُرم پر اصرار ہے کارِ شقی — باز رہنا اِس سے ہے کارِ تقی

جو کرے اصرار سے جرم و خطا
آگ سے خود کو ہے کرتا آشنا

راقم فقیر محمد اللہ دتا کنجاہی جلالپوری ...

## رپورٹ کارروائی عرس شریف پشاور

بتاریخ ۱۷ جولائی مطابق ۲۶-۲۷ ذیقعدہ کی درمیانی شب کو چوتھا سالانہ عرس شریف حضور انور قبلہ وکعبہ سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کا بمکان حافظ سلطان احمد جماعتی صاحب خلیفہ مجاز سرکار علی پوری ہوا۔ بڑی شان وشوکت سے بجلی کے قمقمے لگائے گئے۔ اور خوب پھولوں سے سجاوٹ کی گئی۔ زیر صدارت جناب حافظ صاحب کے ختم قرآن شریف شروع کیا گیا۔ بعد از ختم قرآن شریف کے ختم خواجگان ونعت خوانی اور درود سلام قیام کے بعد رات کے بارہ بجے ختم دعا کی گئی۔ اور طعام حریسہ پھول پھل پر فاتحہ خوانی کے بعد تمام یارانِ طریقت نے حریسہ نوش فرمایا۔ شیرینی وپھل تقسیم کرنیکے بعد تمام یارانِ طریقت نے دعا کی۔ یاد رہے کہ حریسہ حضور انور کو بہت پسند تھا۔ اسلئے طعام حریسہ تیار کیا گیا تھا۔ یارانِ طریقت نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی کہ مولا کریم باغ علی پور کو سرسبز وشاداب رکھے اور ہمیں حضور انور قبلہ وکعبہ کے حکم کی تعمیل کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

حاجی الطاف حسین سیکرٹری
انجمن خدام الصوفیہ پشاور۔

## نعت در شان مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفہا

زہے شانِ اعلیٰ کوئے مدینہ
ملائک مدح خوان کوئے مدینہ
چہ گویم ترا شان کوئے مدینہ
کہ حق رحمت افشاں ست بکوئے مدینہ
خدا را صبا رو بسوئے مدینہ
سلامے زمن گو (خواں) بکوئے مدینہ
بعد عجز وآہ دلے اشکباری
بنہ سر بسجدہ (بخاک) بکوئے مدینہ
مدینہ خزینۂ محبوب مولا!
ز عرشِ بریں بالا کوئے مدینہ
مہ ومہر وانجم وسیارگاں ہم
ہمہ پاسبانان کوئے مدینہ
دل افروز عالم آں طیب فضائے
معطر دو عالم ز بوئے مدینہ
بدل من تصدق شوم آں زمانے
رواں چوں شوم من بسوئے مدینہ
غلامِ کمینہ است کرم الٰہی
خدایا رسانش بکوئے مدینہ

(از قلم حاجی محمد کرمِ الٰہی)

# ایک خط

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

طالب خیریت بخیریت۔ گرامی نامہ محبت شمامہ شرف صدور لاکر کاشف احوال ہوا۔ الحمد للہ کہ عزیزم.... سلمہ ربہ بفضلہ و بکرمہ تعالےٰ صحت یاب ہوا۔ ثم الحمد للہ علیٰ ذالک۔ مولا کریم اسکو مع اپنے بھائیوں صحیح و سلامت رکھے۔ اور سب اپنے والدین زیر سایہ و تربیت اپنے کمال کو پہنچیں، آمین۔ رمضان شریف کا مبارک اور برکتوں سے معمور مہینہ آیا ہے۔ حق سبحانہ و تعالےٰ ہم سب کو اس کے انوار و برکات سے مستفیض فرماکر کامل متقی و متوکل بنائے۔ اور دنیا و آخرت میں ہمارے چین کا باعث ہو۔ آمین! اگر عزیز نے محنت محنت کی ہے تو فکر نہیں۔ اللہ تعالےٰ سے نیک اور بہتر اجر کی توقع رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ نیز فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ہ اللہ تعالےٰ عزیزوں کو حقیقی معنوں میں اسم بامسمّٰی بنائے۔ کہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر اسلام کی خدمت کریں۔ کہ لوگوں میں فخر و ظفر اسلام کے نام سے ملقب و مشہور ہو کر والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں، آمین۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ فقیر کے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں۔ محض مولا تعالےٰ کے فضل و کرم اور لطف و احسان پر دارو مدار ہے۔ جس کا ذریعہ محض دعا ہی دعا ہے۔ اس لئے فقیر انشاء اللہ دعاؤں سے غافل نہیں۔ اور نہ ہی دعاؤں کے سلسلے میں یاروں میں کسی تفریق کو روا رکھتا ہے۔ سب یاروں کا ادنےٰ خادم ہے۔ قبولیت دعا کے لئے یاروں کا اپنا اپنا اخلاص و محبت متاثر ہے۔ جس کو مولا تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ اور وہی بندہ نوازی بندہ پروری فرماکر ان کے حق میں قبول کرتا ہے۔ ہر یار محترم کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ جو چاہے خدا سے مانگے منگوائے۔ البتہ دعائیں قبول فرمانے والے کا یہ حق و اختیار ہے۔ کہ اپنی مصلحتوں اور حکمتوں کے ماتحت سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے یا نہ کرے۔ اور وہ غفور رحیم بھی ایسا نہیں کہ بے وجہ اور بے سبب کسی کے ساتھ بے انصافی کرے۔ اور اس کا پورا حق اسے نہ دے۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے۔ وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ پ۴ ع۲۔ اور اللہ جہان والوں پر ظلم نہیں چاہتا یعنی کسی سے بے انصافی کرنا نہیں چاہتا۔ ایک شاگرد کا دوسرے شاگرد سے یہ مذاق تو ہو سکتا ہے۔ کہ تھوڑے (کم) نمبروں والا زیادہ نمبر حاصل کرنے والا زیادہ نمبر حاصل کرنے والوں کی برابری چاہے یعنی نمبر تو اتنے (ممتحنوں) سے نہیں پاسکا۔ کہ فرسٹ ڈویژن میں آجاتا۔ لیکن مطالبہ

یہی کرتا ہے۔ کہ مجھے فسٹ ڈویژن کیوں نہیں آیا۔ ماستاد بیچارے نے تو سارا سال ایک جیسی محنت کی اور کرائی ہے۔ اور چاہتا بھی ہے۔ اور دعائیں بھی مانگتا ہے کہ عزت دہ جائے۔ زیادہ سے زیادہ فسٹ ڈویژن میں آجائیں۔ ٹھیک نمبر دینا اور فسٹ سیکنڈ ڈویژن لگانا یہ ممتحنوں کا کام ہے۔ اختتام نماز پر دعائے ابراہیمی میں پڑھا جاتا ہے۔ "رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ" آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ دعا تو تمام مسلمانوں کے لئے مانگی جارہی ہے۔ کوئی تفریق بین المسلمین روا نہیں رکھی جاتی۔ لیکن آپ کے سامنے کتنے مسلمان ہیں جو اس دعا سے مستفیض نہیں ہو رہے۔ کیوں؟ یہ قبول فرمانے والا جانتا ہے۔ کہ کون قبولیت دعا لینے یا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کون نہیں کرتا۔ یا کم و بیش کرتا ہے۔ آپ کو ان باتوں کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ کمر ہمت باندھ کر سب سے بڑھ جانے کی جدوجہد کرنی چاہئے۔ آپ خواہ مخواہ کیوں کسی بدظنی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مومنوں پر بدظن ہونا گناہ ہے۔ آپ یاران قدیم سے ہیں۔ جس لئے بھی کہ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ (پ ۲۷ ع ۱۳) سینیئر سینیئر ہی ہوتے ہیں۔ دوسرا آپ خاص یاروں میں الحمد للہ ہیں۔ کہ جن کا نام بفضلہ تعالے خدا کے دوستوں میں ہے۔ سفر حج مبارک کا آخری پروگرام روانگی سے کچھ دن پہلے معلوم ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالے اسی وقت مفصل عرض کر دیا جائیگا۔ حاضرین مجلس۔ پرسان حال و یاران طریقت کی خدمت میں السلام علیکم۔ گھر میں سلام مسنون بچوں کو پیار و دعا۔

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب کنجاہی)

# نماز کے متعلق ایک معصوم بچے کا اپنے والد سے استفسار (بصورت سوال جواب)

ایک بچے نے اپنے والد کو اپنے گھر میں نماز ادا کرتے دیکھا۔ کبھی کھڑا ہونا۔ رکوع۔ سجود۔ قعود دیکھا۔ تو اس نے معصومانہ حیرانی سے اپنے والد سے دریافت کیا۔

**بچہ۔** ابا جان! آپ نے یہ کیا کیا؟ آپ کبھی کھڑے ہوتے تھے۔ کبھی جھک جاتے تھے کبھی سجدہ کرتے تھے۔ یہ کیا کام ہے؟

**والد۔** بیٹا! یہ اسلام کا رکن اعلیٰ نماز ہے۔ اسکے ادا کرنے کے لئے قرآن پاک میں جو خدا تعالی کی طرف سے ہمارے رسول مقبول خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ السلام پر خدا نے نازل فرمائی۔ صدہا بار حکم ہے۔

**بچہ۔** آپ اس میں کیا کرتے ہیں۔

**والد۔** بیٹا! ہم اس میں اپنے مالک اپنے خالق کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اسکی توحید کا اقرار کرکے اسی کی عبادت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اسی سے ہر کام میں استعانت مدد مانگتے ہیں۔ نیک بندگان انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء

اور صالحین راستہ پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں۔ اور گمراہوں مغضوبوں کے راہ سے محفوظ رکھنے کی بھی دعا مانگتے ہیں۔

**بچہ۔** آپ یہ دعا کس سے مانگتے ہیں۔ آپ کے سامنے تو کوئی نہیں ہوتا۔

**والد۔** بیٹا! ہم یہ دعا جیسا کہ میں نے تم کو پہلے کہا۔ اپنے رب تعالےٰ۔ خالق و مالک سے مانگتے ہیں۔ اور اسی ہی کے حضور میں اپنے آپ کو کھڑا ہوا سمجھتے ہیں۔ وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ وہ سمیع اور مجیب ہے۔ ہماری ہر بات کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ عبادت اس طرح کی جاتی ہے۔ کہ ہم اسکو دیکھیں یا نہ دیکھیں۔ وہ ہم کو ہر آن ہر وقت دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔

**بچہ۔** ابا جان! وہ آپ کے روبرو تو کوئی نہیں ہوتا۔

**والد۔** بیٹا! ہم اسکے روبرو کھڑے ہوتے ہیں۔ چونکہ ہر جگہ موجود ہے حاظر و ناظر۔

**بچہ۔** تو ابا جان آپ اس طرح کبھی کھڑے ہوتے ہیں۔ کبھی بیٹھتے ہیں۔ کبھی جھکتے ہیں۔ کبھی سجدہ کرتے ہیں۔ اس کے کیا معنے۔ اور کیا مطلب۔ کیا آپ کھڑے ہو کر ملکر یا بیٹھکر یہ نماز ادا نہیں کر سکتے۔

**والد۔** یہ بھی ایک طویل سوال ہے۔ جو تمہاری فہم و سمجھ سے ابھی بالا ہے۔ خیر مجھے خوشی ہے کہ تم نے یہ سوال بھی کیا۔ سن لو اور ذرا غور سے سنو۔ تم نے انسان کو اور چارپائیوں کو تو دیکھا ہے۔ انسان کھڑا کھڑا چلتا ہے۔ قرآن پاک میں حکم ہے۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ جو کچھ زمین آسمان میں سب خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

# نعت شریف

زہے نورِ انوار روئے محمدؐ
مہ و مہر تاباں ز روئے محمدؐ
گناہ عظیم است چو مثلش بگویم
کہ خلق خدا است خوئے محمدؐ
سیاہ گشت ماہ پیش نورِ محمدؐ
خجل مہر تاباں بہ روئے محمدؐ
چو دیدی نبی را خدا را تو دیدی
کہ دیدار حق است روئے محمدؐ
جہاں شد معطر ز مشکیں ز لفش
شدند عطر افشاں موئے محمدؐ

چوں دیدار حق است دیدار مولےٰ
تجلی حق نما است روئے محمدؐ
منور شدند ایں مہ و مہر و انجم
ز خورشید تاباں روئے محمدؐ
ضیا یافتند ایں مہ و مہر و انجم
ز رخسار رخشاں روئے محمدؐ
چہ گویم کیئم من ای کرام الہی
غلام گدایاں کوئے محمدؐ

عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ ط

# مقامات جناب مشکلکشاء بلاگرداں حضرت شہنشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ ایک صحیح النسب سیّد نے جس کو حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبّت اور عقیدت تھی۔ بیان کیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں ایک بار اعلیٰ حضرت شہنشاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اور اسی دن کہ جس دن حجاج قربانیاں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ہمارا ایک بیٹا ہے۔ چاہئے کہ ہم اس کو قربان کر دیں۔ چنانچہ درویشوں نے جو حضور کی خدمت میں ہمراہ تھے۔ اس سفر مبارک میں اس بات کو تحریر کر لیا۔ اور جس وقت بخارا شریف میں واپس آئے۔ تو ان کو معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب کا وہ فرزند فوت ہو چکا ہوا تھا۔ اور اسی دن اسی وقت جبکہ وہ الفاظ خواجہ صاحب نے اپنی زبان مبارک سے کعبہ شریف میں فرمائے تھے۔ بالکل اسی وقت اسی دن وہ صاحبزادہ فوت ہوا تھا۔

۲۔ حضرت خواجہ علاؤالحق والدین عطر اللہ تربتہٗ نے حکایت بیان فرمائی ہے۔ کہ اس زمانہ کے آغاز میں جبکہ یہ عاجز حضور خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دن درویشوں کی ایک جماعت کے ہمراہ حضور خواجہ صاحب شہر بخارا میں ایک درویش کے مکان پر دروازہ کلاباد میں تشریف فرما تھے۔ اور وہ فقیر کلاہ نوروزی حضور خواجہ صاحب کے واسطے سی رہا تھا۔ اور وہ کلاہ اس قسم کی تھی۔ جس کو امراء و حکام پہنا کرتے تھے۔ اور خواجہ صاحب کو اس وقت بسط عظیم حاصل تھی۔ چنانچہ جملہ حاضرین مجلس کو حضور کی اس صفت سے ذوق عظیم پیدا ہوا تھا۔ اور اس حالت میں حضور نے ان تمام درویشوں کو جو اس وقت حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہر ایک کو ایک ایک کلاہ پہنائی۔ اور اس وقت حضور نے فرمایا۔ کہ جب اہل ملک کی کلاہ سر پر رکھی چاہیئے۔ کہ ہم بھی مملکت میں تصرف کریں۔ اب اپنے آپ کو کسی اہل ملک (حاکم ملک) پر ماریں۔ پہلوان محمود رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حضور کی صحبت اور خدمت میں حاضر تھا۔ اس نے اس حاکم کا ذکر کیا۔ جو ان ایام میں ماوراء النہر کا حاکم تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ہم نے اس کو مارا۔ حاضرین نے اس تاریخ کو تحریر کر لیا۔ اور اس مجلس میں ایک صاحب تھے۔ جو کابل کو جا رہا تھا۔ جس نے ایک امیر بخاری کی خدمت میں جانا تھا۔ جو حاکم ماوراء النہر کے ظلم سے وہاں سے بھاگ کر کابل گیا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے اس کابل جانے والے کے ہاتھ ایک مکتوب اس امیر بخاری کو روانہ فرمایا۔ کہ حال اس طرح وقوع پذیر ہوا ہے۔ اور آپ پانچ صد دینار معاملہ اس دارندہ مکتوب کے ہاتھ درویشوں کے پاس روانہ کر دو۔ چند روز کے بعد خبر آئی۔ کہ ماوراء النہر کا وہ حاکم

قتل ہو گیا ہے۔ جب تحقیق کیا گیا۔ تو وہ اسی تاریخ کشتہ ہُوا۔ جبکہ خواجہ نے فرمایا تھا۔ تمام اس حال سے متحیّر اور متعجب ہوئے۔ اور کہتے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنے خاص برگزیدہ بندگان کو ایسے تصرفات کی طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اور یہ واقعہ ایک جماعت کے مزید یقین کا سبب ہُوا۔ حضور خواجہ صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ جس وقت مجھ سے ایسی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس وقت مَیں درمیان میں نہیں ہوتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے خواہشات کے مطابق ہو جاتا ہے۔

بَیت۔ زہے سلطان بے ہمتا کہ با چاکر کند سودا
اگر خواہد دہد کالا دگر خواہد بر اندازد

سبحان اللہ وہ کیسا بے ہمتا۔ بے مثال سلطان ہے۔ کہ جو چاکران سے سودا کرتا ہے۔ اگر چاہتا ہے۔ تو سامان عطا کر دیتا ہے۔ اگر چاہے تو گرا دیتا ہے۔

اور باوجود اس قرب کمال کے جو حضور سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمّد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بارگاہِ ربانی میں حاصل تھا۔ ان کو خطاب کیا گیا۔ " وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ اس سے معلوم کریں۔ حضور کی امت کے بیچارگان کا کیا حال ہوگا۔ اور جو کچھ درویشوں سے صادر ہوتا ہے۔ ان کو اس کے ظاہر کرنے میں کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ وہ سب کچھ طالبان کو وابستہ دکھانے کے لئے ہوتا ہے۔

۳۔ ایک دفعہ حضور خواجہ صاحب نور اللہ تربتہٗ موضع کرمینہ میں شیخ خسرو کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ حضور نے اشارہ فرمایا۔ کہ دیکھو باہر کون ہے۔ شیخ خسرو باہر نکلا۔ تو دروازہ کے باہر یوسف نامی ایک شخص کھڑا تھا اور اس کے ہمراہ امرودوں سے پُر ایک طباق تھا یوسف نے کہا۔ کہ خواجہ صاحب کی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہُوا ہوں۔ اس پر یوسف اندر آ گیا۔ اور حضور خواجہ صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر کے طباق امرودوں کا پیش کیا۔ حضور نے دیکھا۔ اور فرمایا۔ فلاں امرود اس میں سے نکال لو۔ اور یوسف کو دے دو۔ باقی امرود حاضرین کو تقسیم کر دیئے گئے۔ اور فرمایا کوئی صاحب امرود نہ کھائے۔ اور پھر یوسف کو فرمایا۔ تمام امرودوں کو دیکھ لو۔ اور اچھی طرح شناخت کر لو۔ اور کہو کہ جو امرود تم کو دیا گیا۔ یہ وہی امرود ہے جس پر تم نے نشان لگا کر تمام امرودوں میں چھپایا تھا۔ اور یوسف سے پوچھا گیا۔ کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے عرض کیا۔ کہ لوگوں نے کہا۔ اس کرمینہ میں ایک ایسا صاحب کمال تشریف فرما ہیں۔ مَیں نے چاہا۔ کہ مَیں آپ کی آزمائش کروں۔ ایک امرود کو نشان لگایا۔ اور طباق میں رکھا۔ باقی تمام امرود اس کے اوپر رکھ دیئے۔ اور اس کو پوشیدہ کر دیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھی طرح دیکھ لو۔ کہ وہی امرود ہے۔ جو مَیں نے تم کو دیا۔ اس نے اقبال کیا۔ تو حضور نے اس کو نصیحت فرمائی۔ کہ خدا کے برگزیدہ بندگان کی آزمائش نہ کرنی چاہئے۔ اگر میں یہ امرود آپ کو نہ دیتا تو آپ کا نقصان ایمان ہوتا۔ اور مجھ سے دور ہو جاتے اور جو درویش دینِ محمّدؐ کا تابعدار ہو۔ اس کو آزمانے سے کیا حاجت۔ اس نے توبہ کی +

(باقی آئندہ)

# اَخبار

مژدہ ۔ مبارک ۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے ۔ کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے جناب مولانا الحاج حضرت صاحبزادہ حافظ پیر سیّد حیدر حسین شاہ صاحب کو ۹/۵۵ ۱۲ بروز پیر بوقت صبح صادق فرزند ارجمند عطا فرمایا ۔ ادارۂ انوار الصوفیہ کی طرف سے بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب اور ان کے والدین ذی الاحترام حضرت حاجی صاحبزادہ پیر اولاد حسین شاہ صاحب اور محترمہ والدہ ثانیہ جنابہ صاحبزادی اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری رحمتہ اللہ علیہ بخلوص قلب مبارک باد پیش کی جاتی ہے ۔ اور دلی دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو اپنے بزرگان کے نقشِ قدم پر چلا کر مشعل ہدایت برائے مسلماناں بنادے ۔

۲ ۔ آستانہ عالیہ میں ہر طرح سے خیریت ہے ۔ اور حضرت صاحبزادگان عالی مقام بخیریت تمام ہیں ؟

۳ ۔ اعلیٰ حضرت جناب مولنا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ ۵ ستمبر کو سیالکوٹ رونق افروز ہوئے ۔ اور رات کو محترمی مہر محمد دین صاحب کے گھر ختم شریف محفل میلاد زیر صدارت حضرت صاحب ممدوح منعقد ہوئی ۔ تشنگان محبت الٰہی سینکڑوں کی تعداد شامل محفل مقدس ہوتے ۔ بعد قرآن خوانی و نعت خوانی کے شاملین کو کھانا کھلایا گیا ۔ اور بعد میں سلام بروح پر فتوح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا گیا ۔ اور بخلوص دل دعا مانگی گئی ۔

۴ ۔ حضرت مولنا الحاج صاحبزادہ حافظ سید تصدق حسین شاہ حج بیت الحرام و زیارت روضہ اقدس حضور نبی علیہ السلام سے مشرف ہو کر بتاریخ ۹ ستمبر آستانہ عالیہ میں تشریف لائے ۔ ادارہ انوار الصوفیہ کی طرف سے جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش ہو ۔ علی پور کے سٹیشن پر ہزارہا بندگان برائے استقبال موجود تھے ۔

۵ ۔ عالیجناب حضرت مولنا الحاج حضرت صاحبزادہ پیر سید صدر حسین شاہ صاحب بعد از فراغت زیارت حرمین الشریفین زاد اللہ شرفہما بفضلہ تعالےٰ ۲۹ ستمبر کو بذریعہ بحری جہاز مراجعت فرمائے ۔ دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرح سے بصحت تمام آستانہ عالیہ میں واپس پہنچائے ۔

اطلاعات مجالس حلقہ ذکر ۔ پشاور میں ہفتہ میں ایک بار بر مکان حافظ سلطان احمد صاحب ۔ کوہاٹ ہفتہ میں دو بار بر مکان جناب حاجی پیر سعید شاہ صاحب و بابو غلام حسین صاحب ۔ کیمل پور میں ۔ بمعرگروگی جناب مولنا الحاج مولوی حافظ عبد الحمید خاں ہفتہ میں ایک بار ۔ لائلپور دو بار ۔ کراچی میں ہفتہ میں ایک بار مجالس منعقد ہوتی ہیں ۔ بارگاہ ایزدی میں [illegible]